باب نمبر 17

اسوۂ حسنہ اور

فیشن پرستی

از افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

• • • • • • • • • • • • • • • •

اَمَّابَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰهَ وَالْیَوْمَ
الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰهَ کَثِیْرًا ہ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

• • • • • • • • • • • • • •

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

• • • • • • • • • • • • • • •

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اللہ تبارک تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اعظم شانہ اتم برھانہ
کی حمد وثنا اور حضور اکرم نور مجسم شفیع محشر مالک کوثر محبوب دلبر احمد مجتبیٰ جناب محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد
وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش محتشم معزز حضرات وخواتین
رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کی طرف سے فہم دین
کورس کے سترہویں سبق میں آج ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔
اور آج ہماری یہ بھی سعادت ہے کہ آج کے پروگرام کی صدارت آفتاب طریقت
سید آفتاب احمد شاہ صاحب حفظ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ چورہ شریف فرما رہے ہیں۔
آج کا موضوع بھی بہت اہم موضوع ہے

اُسوہ حسنہ اور فیشن پرستی

میری دعا ہے کہ خالق جل جلالہ ہم سب کو اُسوہ حسنہ پہ چلنے کی توفیق عطا
فرمائے اور ہم سب کو فیشن پرستی کی نحوست سے محفوظ فرمائے۔
محترم حضرات وخواتین۔
یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پہ کتنا کرم ہے، کہ ہمیں روزانہ صبح کو قرآن وسنت کے ایک
نئے باغ کی سیر کا موقع مل رہا ہے۔ جس سے یقیناً عقل ونظر کو تازگی مل رہی ہے۔ اور
کردار اور سیرت کو استوار کرنے کیلئے ہمیں بہترین موقع میسر آ رہا ہے۔
کیونکہ ہمارا پروگرام کانوں کی سوغات نہیں بلکہ کردار سازی اور سیرت کا ایک کورس
ہے میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیں اس موسم بہار میں حقیقی مقاصد عطا فرمائے۔
ہمارے دل میں تقویٰ کا معیار بلند فرمائے۔
میں نے قرآن مجید میں سے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ

وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے یقیناً تمہارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے کس کیلئے "لِمَنْ کَانَ یَرْجُوْ اللّٰہَ" اُس بندے کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی امید رکھتا ہو۔ "وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ" اور آخرت کے دن کی بھی امید رکھتا ہے۔ "وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً" اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔

قرآن مجید کی سورۃ احزاب کی آیت نمبر 21 میں مسلم اُمہ کیلئے جو سوز دروں ہے اور نسخہ کیمیا ہے۔اُس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ "فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ" کے جو الفاظ ہیں یہ پورے نظام شریعت کو محیط ہیں اور انسانی لائف کوٹ کے لحاظ سے ہمہ جہت دوام اسمیں موجود ہے۔ "فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ" یہاں پر اسکا متعلق مفہوم کے لحاظ سے بناتے جائیں گے۔

تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولات کے لحاظ سے۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عبادات کے لحاظ سے۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی چلنے پھرنے کے لحاظ سے۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میدان جنگ میں شجاعت کا کردار ادا کرنے کے لحاظ سے۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مختلف مصائب پر صبر کرنے کے لحاظ سے۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی راہ حق میں قربانیاں دینے اور ایثار کے لحاظ۔

بہترین نمونہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نماز کی ادائیگی کے لحاظ سے

"فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ" کا متعلق نحو کے لحاظ سے ہم بناتے جائیں گے تو اس کے لحاظ سے اسلام کی تمام تر تعلیمات سمٹ کے اسی ایک آیت کے اندر آجائیں گی اور ان سے یہ

واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا عمدہ اسوۂ حسنہ دیا ہے اور آپ کے نقش قدم میں کتنی وسعتیں ہیں کہ خالق کائنات جل جلالہ نے کسی شخص کے لئے کبھی ایسی پیاس نہیں چھوڑی کہ جسے ضرورت ہو لیکن اسوۂ حسنہ اُسے پورا نہ کرے جس کو تڑپ ہو لیکن اسوۂ حسنہ میں اس کی تڑپ کا کوئی علاج موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کردار اور عظمت کے لحاظ سے اتنی چمک دی ہے اور اس چمک کے لحاظ سے پھر انسانوں کو اس چمک کے اندر زندگی کا سفر طے کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔

مطلقاً نہیں بلکہ یہاں بھی انسانیت کو جھنجھوڑ کے پیغام دیا ہے حالانکہ پہلے یہ کہہ دینا کافی تھا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

کہ یقیناً تمہارے لئے ہے اب لَکُمْ کے بعد خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا عام لوگوں کیلئے نہیں خاص لوگوں کیلئے جو دائرہ اسلام میں آگئے اُس سے پہلے تو ان کو اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے جو اسلام میں آئے گا پھر اسوۂ حسنہ اپنائے گا۔

لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

یہ اُس شخص کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کا شوق رکھتا ہے اور آخرت پر یقین رکھتا ہے غافل نہیں رہتا اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے رب ذوالجلال نے اس کو اس منزل کے حصول کیلئے جو بہترین رہنما دیا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم ہے انسان ادھر دیکھتا جائے گا اور اپنی زندگی کا سفر طے کرتا چلا جائے گا۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت نمبر 63 میں اس بات کو واضح کیا کہ اگر کوئی شخص سنت نبوی کو ترک کرتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے بغاوت کرتا ہے یا سرکار کے نقش قدم کو نظر انداز کر دیتا ہے اس کو اس عمل کا کتنا بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور اس کیلئے کتنی بڑی وعید ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورۃ النور آیت نمبر 63)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی مخالفت کرتے ہیں۔ امر سے مراد سنت ہے امر نبوت سے مراد منہاج نبوت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے تو خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرما رہا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی مخالفت کرتا ہے اس کو ڈرنا چاہیئے اس کے پاس کہیں فتنہ نہ آجائے یا عذاب الیم نہ آجائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی مخالفت کرنے والے کو دو چیزوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دنیا کی زندگی میں فتنہ آئے گا اور عقبیٰ میں عذاب الیم آجائے گا، دنیا کی زندگی میں فتنہ کیا ہوگا۔

اس سلسلے میں واضح طور پر تفسیر کبیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے۔

اَلزَّلَازِلُ وَالْاَهْوَالُ

اُس وقت زلزلے آجائیں گے ہولناکیاں آجائیں گی۔ جو قوم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت شریعت اور سرکار کے نظام سے بغاوت کرے گی یا پیچھے ہٹے گی تو کیا ہوگا تباہی ہوگی۔ (تفسیر رازی ۱۲/۲/۴۳ میں)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

فتنہ یہ ہے کہ لوگوں میں قتل و غارت شروع ہوجائے گی بلاوجہ انسانوں کا خون بہتا رہے گا اگر سنت نبوی پہ اسوۂ حسنہ پر عمل ہوگا تو پھر بہاریں ہی بہاریں ہیں ہر لمحہ امن کے پھول برسیں گے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن و آشتی کی بہار آئے گی

لیکن اگر اس اسوۂ حسنہ کو چھوڑا گیا تو اسکی وعیدیں بڑی سخت ہیں اور یہ اسوۂ حسنہ کے شرعی معیار کے لحاظ سے وعید سخت ہوگی۔ کہ اُس کا تعلق فرض کے ساتھ تھا واجب کیساتھ یا سنت کے ساتھ تھا۔ اُسی کی حیثیت سے وعید بھی مرتب ہوگی۔

یہاں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر جو زلازل کا کہہ دیا گیا ہے اور فرمان ایزدی ہے اس میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے۔ کوئی یہ نہ کہے بندوں میں کتنے عیسائی ہیں اور کتنے بت پرست ہیں، کتنے یہودی ہیں اس کے پاس تو زلزلے نہیں آتے ہمارے پاس زلزلے آرہے ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

میرے بھائیوں جو بچہ زمین پر گھٹنوں کے بل چل رہا ہو اس کو گرنے کا خطرہ نہیں ہوتا لیکن جو شہسوار ہو اس کیلئے گر جانے کا خدشہ ہوتا ہے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور وہ بھٹکے ہوئے ہیں، اور وہ دھتکارے ہوئے ہیں، اور اُنکا کوئی مقام ہی نہیں ہے وہ تو ویسے ہی گرے ہوئے ہیں، یہ اصل میں جو باگ کھینچی جاتی ہے تو اُن کی جن کا کوئی مرتبہ ہے جن کی کوئی حیثیت ہے، اور جن کو کوئی مرتبہ دینے کا اعلان کر رکھا ہے۔

تو لہٰذا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر تم نے مان کر بھی میرے محبوب علیہ السلام کی سنت سے سرکشی کی اور ان کے دین اور نظام کو پس پشت ڈال دیا، اور تم نے فیصلے غیروں سے کروانا شروع کر دیئے تو پھر جان لو۔

أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ سورۃ النور آیت ۶۳

دنیا میں ایسا فتنہ آجائے گا اور آخرت میں عذاب الیم کا سامنا کرنا پڑ جائے گا، لہٰذا امن دنیا میں بھی اسکا ہے اور آخرت کا امن بھی اسی لحاظ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنے نفس کی خواہش اور چاہت پر مقدم کیا جائے، اور زندگی کے ہر میدان کے اندر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے نظام کا جھنڈا بلند کر دیا جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کی جب وضاحت کی بخاری ومسلم میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔ کتنا حسین انداز ہمارے محبوب علیہ السلام کا ہے، آپ نے ایک غیر محسوس چیز کو محسوس چیز کے ساتھ تشبیہ دیکر واضح کر دیا کہ میری سنت کی حیثیت تم میں کیا ہے۔

جو سنت اور اُسوۂ حسنہ کو سن کے عمل کرتا ہے وہ کس طرح ہلاکت سے بچ جاتا ہے اور جو عمل نہیں کرتا اپنے نفس کی خواہش پہ عمل کرتا ہے، جب اُس کے سامنے قرآن مجید کی بات آتی ہے یا سنت نبوی کی بات آتی ہے تو وہ اپنی خواہش کی بات سامنے لے آتا ہے، اور ضدی بنتا ہے اور ہٹ دھرم بنتا ہے۔

حق سُن کر بھی حق پر عمل نہیں کرتا، اُس کی حیثیت کیا ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/۳۱۹)

مَثَلُ مَابَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ اِنِّي رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ

(حجۃ اللہ البالغہ ۱/۴۸۵)

آپ نے فرمایا میری مثال اور میری شریعت کی مثال اور میری امت کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جو قوم کے پاس آتا ہے اور اُن سے کہتا ہے، ''اِنِّی رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ''، میں سنی سنائی بات نہیں کر رہا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، ایک بہت بڑا لشکر تم پہ حملہ کرنے کیلئے آرہا ہے، اُس کے آنے سے پہلے پہلے اپنا بندوبست کر لو، اگر وہ لشکر پہنچ گیا اور تم یہاں موجود ہوئے تو وہ کچھ کو قتل کر دے گا اور کچھ کو قیدی بنالے گا، تمہاری عزتیں لوٹ لے گا اور وہ تمہیں ذلیل ورسوا کرے گا، لہٰذا میرا کام تم کو اطلاع دینا تھا۔

اِنِّی اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ

بے شک میں نذیر عریان ہوں، آنکھوں سے دیکھ کے آیا ہوں لشکر آرہا ہے اور

اُس کے آنے سے پہلے پہلے اپنا بندوبست کرلو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جس وقت وہ نذیر عریان اعلان کرتا ہے۔

فَالنَّجَا فَالنَّجَا

لوگو بچ جاؤ لوگو بچ جاؤ بڑا زبردست لشکر حملہ کر رہا ہے۔

جو لوگ اس کی بات سن رہے ہوتے ہیں، اُن کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَادْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوا

کچھ لوگ تو واقعی ڈر گئے اور انہوں نے فیصلہ کرلیا، کہ یہ بندہ بھی سچا ہے اور اسکی زبان سے صداقت نکلتی ہے، یقیناً سچی بات کر رہا ہے۔

تو فوراً اندھیرے میں ہی رات کو نکل جانا چاہیے، اگر لشکر آ گیا اور صبح کے وقت ہم پکڑے گئے تو ہم رسوا ہو جائیں گے، انہوں نے نذیر عریان کی بات کو مان لیا۔

تو وہ فوراً رات کو ہی نکل گئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

فَنَجَوا انہوں نے لشکر کے حملے سے نجات پالی، عزت بچ گئی جان بچ گئی وہ محفوظ ہو گئے اُن کو نذیر عریان کی خبر کا فائدہ پہنچ گیا۔

لیکن دوسری طرف طائفہ کہتا ہے

كَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ

دوسرے گروہ نے نذیر عریان کو جھٹلا دیا وہ کہنے لگا تمہاری باتیں سچ نہیں ہیں بس تم تو دھمکیاں ہی دیتے رہتے ہو اور ڈراتے رہتے ہو، کوئی لشکر نہیں آ رہا ہمیں چین سے سونے دو، چین سے بیٹھنے دو، رات کا وقت آرام کا ہے، اور تم ہمارے آرام میں خلل ڈال رہے ہو، ہم رات کدھر جائیں، انہوں نے نذیر عریان کی بات پر کوئی توجہ نہیں کی تو میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاصْبَحُوا مَكَانَهُمْ

جب صبح ہوئی تو اُس گاؤں میں وہ موجود تھے، جہاں سے ڈرایا گیا تھا کہ لشکر

کے آنے سے پہلے نکل جاؤ دشمن موجود ہے۔

فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ

جب صبح ہوئی تو لشکر بھی آ گیا۔

أَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ — حجۃ اللہ البالغہ ۱/۴۸۵

اُس لشکر نے حملہ کر دیا اُن کی گردنیں اتار دیں اُن لوگوں کا خون بہا دیا۔

اُن کو نیست و نابود کر دیا، اُن کو تباہ و برباد کر دیا۔

آپ نے فرمایا جیسے وہ نذیر عریان آیا تھا اور اُس نے قوم کو ایک لشکر کی خبر دی تھی، اور اُس قوم میں سے کچھ نے مانا تھا اور کچھ نے نہیں مانا تھا۔

جنہوں نے مان لیا تھا وہ بچ گئے اور جنہوں نے نہیں مانا تھا وہ ناکام ہو گئے فرمایا میری امت اور انسانیت تم اُس لشکر کو نہیں دیکھتے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے، وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہے وہ لشکر آئے گا تمہیں پکڑ کر جہنمی بنا دے گا تم جہنم کے شعلوں میں جلتے رہو گے، میں تمہیں ڈرانے آیا ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے سب کو دیکھا ہوا ہے اور میں تمہیں بتا رہا ہوں، میری بات مانو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے شیطان سے بچ جاؤ گے اور شیطان کے پنجوں کے اسیر نہیں بن سکو گے، اور اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو شیطان کے چیلے بن جاؤ گے، شیطان کا لشکر آ جائے گا تمہیں قیدی بنا لے گا، زندگی بھر چھوٹ نہیں سکو گے تمہیں رسوا کر دے گا۔

اب جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کو سن کر فوراً محتاط ہوا کہ یہ محبوب جو بولتے ہیں سچ بولتے ہیں، ان کی زبان سے ہمیشہ صداقت نکلتی ہے اور پھر واضح بتا رہے ہیں کہ میں نے آنکھوں سے لشکر کو دیکھا ہے اور وہ آ رہا ہے وہ شہوت کا لشکر ہے وہ خواہش کا لشکر ہے وہ معصیت اور عصیان کا لشکر ہے وہ اللہ کے دربار سے بغاوت کا لشکر ہے، وہ شیطانی وساوس کا لشکر ہے، بندو میں نے تمہیں اپنی شریعت کا حصار دے دیا ہے، اپنی سنت کا قلعہ دے دیا ہے۔

چلو میری سنت کے قلعے میں داخل ہو جاؤ چلو میرے اسلام کے دائرے میں آجاؤ فرمایا جس نے میری بات کو سنا اور میری بات کو مان لیا اُس نے باقی سب کام چھوڑ کے میری شریعت کو اپنا لیا میرے طریقے پر آ گیا۔ میرے نقش قدم پر آ گیا۔

وہ تو اس لشکر سے بچ گیا، زندگی آزاد گذارے گا، غلام نہیں ہوگا، اگر چہ بالکل فقیر سا ہو وہ زمانے کا سب سے بڑا امیر قرار پائے گا اور زندگی چین سے گزرے گی اور عقبیٰ بھی چین سے اُسے میسر آ جائے گی۔

جس نے میری بات کو سن کے ان سنی کر دی میری بات سن کر وہ ڈرا نہیں ہے۔ وہ شخص جس نے میری بات کو سن لیا لیکن اُس کے ذرا رونگٹے کھڑے نہیں ہوئے جو میں نے ڈرایا تھا، کہ دنیا کی محبت کا حملہ ہو جائے گا، شہوت اور خواہش کا حملہ ہو جائے گا، جہنم کے وساوس کا حملہ ہو جائے گا، اُس نے سنا نہیں وہ کہنے لگا میں خود بہتر جانتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ زندگی کیسے گزاری جاتی ہے۔ میں اپنے نفع نقصان کو خود جاننے والا ہوں، اُس نے جب نقش قدم کی طرف نہیں دیکھا، اُسوۂ حسنہ کو نہیں دیکھا، میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، وہیں بیٹھا رہا اپنے سودی کاروبار میں، وہی بیٹھا رہا اپنی ناجائز تجارت میں، وہیں بیٹھا رہا اپنے دوستوں کی انجمن میں، وہیں بیٹھا رہا عریانی فحاشی کے ماحول میں، وہیں ترک سنت کے انداز میں بیٹھا رہا، لشکر آ گیا شیطان نے پکڑ لیا ذلیل ورسوا بنا دیا، زندگی بھر اسی دائرے کے اندر رہے گا، جب سانس نکلے گی جہنم اُس کے استقبال کیلئے ہوگی۔

میرے محبوب علیہ السلام نے چند جملوں کے اندر ایک جامع صورت حال ایک محسوس چیز کے ساتھ تشبیہ دیکر اُس غیر محسوس عمل کو جو سنت کی حکمت ہے، جو سنت کا فائدہ ہے جو نقش قدم کی برکت ہے اور جو اسوۂ حسنہ کا حصار ہے، اسکو محبوب علیہ وسلم نے بیان کر کے قیامت تک کے لئے اپنی امت کو شمع نور عطا فرما دی ہے۔

اب اسکی ہر جہت گھنٹوں بحث کی متقاضی ہے، لیکن اسوقت ہمارا چونکہ محدود

ٹائم ہے، ہم گفتگو کو مزید اس انداز میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَامِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِی اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ

آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے ہیں، اُن کی امت میں اُن کے حواریون ہوتے تھے۔ لفظ حواری کا مطلب ہے خالص پکا امتی، اُن کے مخلص امتی ہوتے تھے۔

وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ

اور اُن پیغمبروں کے ایسے اصحاب ہوئے تھے جو ہمیشہ اُنکی سنت پر عمل کرتے تھے۔

تو کیا ہوا   یَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ

وہ اُن کے امر کی اقتداء کرتے تھے۔

ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ

جب وہ لوگ چلے گئے تو بعد میں نئی نسلیں پیدا ہوئیں۔

یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ

وہ باتیں کہتے ہیں جو وہ خود نہیں کرتے۔

وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ (مسلم، حجۃ اللہ البالغہ ۱/۴۸۳)

اور وہ کام کرتے ہیں جس کا شریعت نے حکم ہی نہیں دیا۔

ایسی نسلیں اور ایسی قومیں بعد میں ہوتی رہیں۔

آپ نے فرمایا اے میری امت تم بھی میری بات سمجھ لینا، ایسا نہ ہو کہ میری شریعت کا رنگ آہستہ آہستہ مدھم پڑ جائے، اور پھر تم اپنی خواہشات اور شہوتوں کے اسیر بن جاؤ اور اپنے بنائے ہوئے نظام اور اپنی بنائی ہوئی سوچ کے مطابق زندگی گذارنا شروع کر دو، جسطرح میرے اصحاب نے مجھ سے نور حاصل کیا اور عمل کر کے دکھا دیا،

تابعین اُن سے لیں گے تبع تابعین اُن سے لیں گے فرمایا قیامت تک جب میری سنت کا رنگ غالب رہے گا، تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی طرف سے خصوصی نجات عطا فرما دے گا۔

محتشم سامعین حضرات

آج کے ماحول میں اس موضوع پر بات کرنا بھی بہت مشکل ہے اور بات سننا بھی بہت مشکل ہے ''اُسوۂ حسنہ اور فیشن پرستی'' یہ جو دو چیزیں ہیں، کمپیر ٹیو سٹڈی کے لحاظ سے جب ان کا منظر دیکھتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کہاں سنت اور کہاں آج ہمارے فیشن، کہاں وہ سنت کا نور اور کہاں ہمارے گھروں کے اندر نحوست اور ہمارے کردار کے اندر نحوست آیئے ذرہ تھوڑا سا ان دونوں شعبہ جات کے لحاظ سے دیکھتے ہیں، مرد وزن کے لحاظ سے خواتین اور رجال کے لحاظ سے کہاں کہاں گڑ بڑ ہو گئی اور اُسوۂ حسنہ سے انسان دور ہٹتا گیا۔ جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں قبل ہر بات یوں کھول کے بیان کر دی تھی جسطرح آج کے ماحول کو دیکھ کے بیان کی جاتی ہے۔

اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی چیز بھی اُن سے چھپی ہوئی نہیں تھی، اور سب کچھ دیکھ کر اپنی امت کو ھدایت فرما رہے تھے۔

یہ حدیث شریف جو میں بیان کرنے لگا ہوں اس کا مضمون بڑا ہی کڑوا ہے، اور بالخصوص خواتین اسلام کو بڑی توجہ کیساتھ سننا چاہیے اور یہ کسی مفتی کا فتویٰ نہیں اور یہ کسی مفکر کی فکر نہیں ہے، یہ اُس زباں کی بات ہے جب تک ''وحی یوحیٰ'' کی تار نہیں ملتی اُس وقت تک وہ زبان نہیں کھلتی صحیح بخاری شریف جلد نمبر **2** صفحہ **725** پہ یہ حدیث شریف موجود ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔

بات کچھ اسطرح ہے کہ وہ ایک دن تقریر کر رہے تھے، جسطرح آج ہمارا موضوع ہے، فیشن پرستی کے خلاف تو وہ سنت کی عظمت کو اجاگر کر کے فیشن پرستی کا جو اس وقت فوراً حملہ ہو رہا تھا، اُس سے بچانے کیلئے مختلف صحابیات اور خواتین کو وہ درس دے رہے تھے، درس دیتے دیتے یہ لفظ انہوں نے بول دیئے۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللّٰہِ (بخاری جلد نمبر ۲/ ۷۲۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُن عورتوں پر جو تندولے لگاتی ہیں اور تندولے لگواتی ہیں، الواشمات، جو کسی اور کو تندولے لگائے، المتوشمات وہ جو کسی سے تندولے لگوائے، اس پر لعنت کی کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، مبہم الفاظ کے ساتھ لعنت کر رہے تھے۔

تندولہ اس وقت یہی تھا کہ چھوٹا سا جسم پر زخم کرکے اُس کو سرمہ سے بھر دیا جاتا پھر ہمیشہ اُس کا نشان نظر آتا ہے، یہ صرف عورتوں میں ہی قبیح نہیں مردوں میں بھی قبیح ہے، اور جس شخص کے بدن پر تندولہ ہے، جب تک اُسکو اتارے گا نہیں اُس کو طہارت حاصل نہیں ہوگی، اگر امام ہے تو اُس کی اقتداء ناجائز ہو جائیگی، اُس تندولہ کی وجہ سے ایسی صورتحال ہو کہ اُس کو اُتارنے کیلئے بدن کو کاٹنا پڑتا ہو تو پھر کچھ اُس میں چھوٹ دی گئی ورنہ اگر تھوڑے بہت زخم کرکے بھی کسی دوائی سے وہ زخم اتارا جاسکتا ہے تو اُس کو اتارا جائے گا تو پھر جسم کو طہارت حاصل ہوگی ورنہ طہارت حاصل نہیں ہوگی یہی صورتحال خواتین کیلئے ہے، یہ واشمات اور متوشمات کے لحاظ سے پہلا جملہ تھا۔

دوسرے نمبر پر الْمُتَنَمِّصَاتِ

اُن عورتوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، کون سی عورتیں۔

تَرْقِيْقُ الْحَوَاجِبِ لِلتَّحْسِيْنِ

تنمیص کہتے ہیں اپنے ابرو باریک کرنا حسن کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی یہ لفظ بول رہے ہیں "متنمصات" وہ عورتیں جو کہ حسن کیلئے اپنے ابرو بالوں کو نوچ کے باریک کرتی ہیں، یا کسی طریقے سے ابرو کو باریک کرتی ہیں اُن پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

تیسرے نمبر پر، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ

وہ عورتیں جو عمر کو چھوٹا ظاہر کرنے کیلئے اپنے دانت ریتیوں سے باریک کرتی ہیں۔

وَهِيَ الَّتِي تَفْرِقُ مَابَيْنَ الثَّنَايَا بِالْمِبْرَد

جو عورتیں سامنے کے دانتوں میں چھوٹی سی ریتی لے کر خلا بناتی ہیں عمر کو چھوٹا ظاہر کرنے کیلئے ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، یہ اُس وقت کا ایک نیا فیشن چلنے والا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اُس کی مخالفت میں بول رہے تھے، جب آپ نے یہ تندو تیز تقریر کردی تو بات چلتے چلتے بنی اسد کی ایک خاتون تک پہنچی، جن کو حضرت اُمّ یعقوب کہا جاتا تھا۔

اُم یعقوب نے جب یہ درس سنا تو بڑے غصے میں آگئیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جھگڑا شروع کر دیا کہ اتنے سخت لفظ تم نے بول دیئے، لعنت کے لفظ تم نے بول دیئے، کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے تندو لے لگانے والی پر اور تندو لے لگوانے والی پر اور اپنے ابرو باریک کرنے والی پر اور اپنے دانتوں کو ریتی سے رگڑنے والی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، آپ نے اتنا بڑا حکم دے دیا۔

جب انہوں نے آکے یہ کہا وہ بھی کوئی معمولی خاتون نہیں تھیں اور نہ ہی اس لئے جھگڑ رہی تھی کہ اُن کے کردار میں کوئی ایسی چیز تھی حقیقت میں لفظ لعنت کی جو بڑائی ہے کہ لعنت بہت بڑی بات ہوتی ہے، اس پر ان کو تعجب تھا، جب انہوں نے آکے جھگڑا کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا، کہنے لگے۔

مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: بخاری ۲/ ۷۲۵

اے اُمّ یعقوب ہوش سے بولو یہ میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا یہ میرے پاس نبی علیہ السلام کی امانت ہے، میرے رسول علیہ السلام نے یہ لعنت کی تھی، اُن کے یہ لفظ ہیں اور اُن کی زبان سے یہ لفظ نکلے تھے، میں کون ہوتا ہوں اُن عورتوں کو لعنتی قرار دینے والا کہ جو ایسے کام کر رہی ہوں یہ اُس زباں سے بڑے دکھ سے لفظ نکلے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کی رحمت بنایا ہے، کس انداز میں ان کو یہ

برداشت ہوسکا کہ وہ یہ بول رہے تھے اور انہیں بولنا پڑا اور لازم ہوگیا کہ ان کو روکا جائے تاکہ بعد میں ایسی خرافات پیدا نہ ہوجائیں، میرے محبوب علیہ السلام علیہ السلام کا وسیع مشاہدہ دیکھو کہاں آج کے یہ بیوٹی پارلر اور کہاں اُس وقت کا نظام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واضح کر رہے تھے، میری امت میں تم سے رب کو سجدے بھی کرواؤں گا، اور تمہارے کردار کو بھی ستھرا کروں گا۔

مجھے یہ برداشت نہیں کہ تمہارے کردار اور تمہاری سیرت کے اندر فیشن آجائے جس کی وجہ سے تمہارے معاملات بگڑ جائیں، نہیں نہیں، میں نے تو ہر لمحہ رو رو کے تمہارے لئے دعاء رحمت کی ہے، لیکن اگر تم نے میری سنت کو چھوڑ کے فیشن کو گلے سے لگالیا، تو اس زبان سے میں لعنت کا اعلان کر رہا ہوں، کہ جو میری سنت کو ترک کر کے ایسے کاموں میں پڑ جائے گا خالق کائنات ناراض ہو جائے گا، اور اُس کی ناراضگی اسی لعنت کی شکل میں ظاہر ہو جائے۔

اب دیکھیئے کہاں یہ معاملات اور کہاں آج کی عورت کا فیشن، دختر اسلام کو سوچنا چاہیے، کہ اُس نے کلمہ اسلام پڑھا ہے تو کس بنیاد پر کہ میں اپنی چاہت کو رب کی چاہت کے تابع کروں گی، میں اپنی خواہش کو نبی علیہ السلام کی سنت کے تابع کروں گی، جو ہمارے محبوب علیہ السلام کو پسند ہے، وہی ہمیں پسند ہوگا۔

جو چادر زہرہ رضی اللہ عنہا کی حقیقت ہے، وہی ہمیں میسر آجائے گی، یہ کردار ایک اسلامی خاتون کا ہونا چاہیے۔

جس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُمّ یعقوب رضی اللہ عنہا کو یہ کہا کہ اُمّ یعقوب میں اُس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول علیہ السلام نے لعنت کی ہے، تو اُمّ یعقوب کہنے لگی اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجھے بھی آتا ہے۔ کہاں اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے، کہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

توحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام میں سے فقیہ تھے، کہنے لگے کیا تم نے قرآن پڑھا ہے۔ تمہیں قرآن آتا ہے۔ یقیناً اُن کا فقاہت قرآن کے لحاظ سے بڑا اونچا مقام ہوگا۔

حضرت اُمّ یعقوب رضی اللہ عنہا کہنے لگی۔

لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ

دو گتوں کے درمیان جو قرآن ہے وہ مجھے آتا ہے تفسیر بھی مجھے آتی ہے مجھے سب کچھ آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ وَجَدْتِيهِ

اگر تم قرآن پڑھتی تو تمہیں ضرور پتہ چلتا، تم نے لفظ کو تو پڑھا ہے لیکن تم نے روح کو حاصل نہیں کیا، قرآن مجید میں تمہیں یہ نظر نہیں آیا۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔ (بخاری ۲/۷۲۵)

اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اُس سے رک جاؤ۔

اگرچہ اس آیت میں مستقل عورتوں کے لفظ موجود نہیں ہیں لیکن اس کو قرآن کی طرح ماننا پڑے گا۔ اسواسطے کہ یہ فرمان صاحب قرآن کا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ کے الفاظ بولے ہیں۔

اسواسطے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو یہ محبوب علیہ السلام فرمائیں وہ میری طرف سے حکم ہے، اُس کو تم حاصل کرو۔ اُس کو تم قبول کرو، اور اُس کے مطابق زندگی بسر کرو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جو میں نے فیشن پرستی کے خلاف عورتوں کے حقوق کے لحاظ سے بیان کردیا ہے، یہ قرآن مجید کا حصہ ہے۔

اے ام یعقوب رضی اللہ عنہا یہ مسئلہ تم بھی سمجھ لو اور ساری خواتین کو بھی یہ مسئلہ سمجھا دو یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی۔

جہاں آج ہم سنت کے لحاظ سے بحث کر رہے ہیں، وہاں سنت کی آئینی حیثیت بھی سامنے آ گئی، کچھ لوگ اس غلطی میں بھی مبتلا ہیں کہ ہمارے لئے صرف قرآن کافی ہے، ہمیں سنت کی ضرورت ہی نہیں اور صرف قرآن ہمارے لئے کافی ہے۔ اُس قرآن نے ہی تو سنت کو لازم کر دیا ہے، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی آئینی حیثیت ہے، کہ جس کو ماننا قرآن کو ہی ماننا ہے، اور پھر اس کی تشریحات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ استدلال کر کے اس کو بیان کر رہے ہیں، یہ وہ نور ہے جو رب نے فقہاء کو عطا فرمایا ہے۔

قرآن وسنت کے ساتھ جو فقہ کا تعلق ہے، وہ بھی اسمقام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جس طرح بتدریج احکام ثابت ہوتے ہیں اور اُن احکام کو امت کیلئے بیان کر دیا جاتا ہے۔

محتشم سامعین حضرات:

خواتین کے لئے یہ حدیث بخاری ایک نہیں بہت زیادہ دیگر پہلو بھی ہیں۔ لیکن، اسوقت ٹائم کا اختصار ہے، خواتین کو یہ بات روح میں اتارنی چاہیے، یہ معاملات جن کو بظاہر چھوٹے سمجھا جا رہا ہے اور پتہ نہیں آج اس سلسلے میں کتنی ترقی ہو گئی ہو گی ہمیں پتہ نہیں اب اس سے آگے کیا کچھ ہوتا ہے۔

یہ معمولی سی چیز جو بنیادی تھی اُس پر جب لعنت کا حکم ہے تو آگے اپنے چہرے کے حسن کیلئے سرجری کروانا اور اسکے علاوہ جو دیگر خرافات بن چکے ہیں یہ سارے شریعت مطہرہ کے لحاظ سے کس قدر ناجائز ہیں؟ کس قدر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور اُس پر پھٹکار برستی ہے جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔

اَلْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ

وہ جو اللہ تعالیٰ کی بنائی چیز کو بدلتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو شکل دی تھی اور جو حسن دیا تھا اور جس طرح کا چہرہ دیا تھا، اُس کو بدلنے کی کوشش کرتی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جامع الفاظ دے دیئے، جس سے قیامت تک کے مسائل کو نکالا جا سکتا ہے اور رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

کہ ہم نے جن کا کلمہ پڑھا ہے چونکہ انہوں نے جنت لے جانے کا ذمہ بھی اٹھایا ہوا ہے، تو پھر زندگی یوں گذارنی پڑے گی، جس کو دیکھ کے اُن کو خوشی محسوس ہو رہی ہو اور یاد رکھیں۔

یہ معاملہ صرف خواتین کے لحاظ سے ہی نہیں یقیناً آج بھی اس دور میں وہ عظیم خواتین ہمارے معاشرے میں موجود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے سنت نبوی پر عمل کرنے کی جرأت عطا فرما رکھی ہے اور اس سلسلہ میں وہ کردار ادا کر رہی ہیں۔

جن میں تھوڑی بھی کمزوری ہے ان کو اس پیغام سے روشنی حاصل کرنی چاہیے اور آج وقت ہے توبہ کر لیں گی تو بہار آ جائے گی وہ سارے گناہ جو پہلے تھے وہ ایک آنکھ کا ایک آنسو جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے ٹپکے گا تو اُس سے ساری سیاہیاں دور ہو جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ نیا نور عطا فرما دے گا، دوسری طرف جو مردوں کا معاملہ ہے۔

وہ بھی آج دیکھنے میں جو صورتحال نظر آ رہی ہے۔

ہماری ملت کے نوجوانوں کی کیا کیا صورتیں بن گئی ہیں، کیا بالوں کے انداز کیا کپڑوں کے انداز کیا رھن سہن کے انداز کیا چلنے پھرنے کے انداز اور کیا زیب و زیبائش اور کیا نقش و نگار۔

؎ مرد بھی وہ کر رہے ہیں آج کل ایسا سنگھار
دیکھ کے مردانگی روتی ہے جس پے بار بار
کان میں بالی گلے میں چین ہاتھوں میں کڑا
یا الٰہی وقت کیسا آ کے لڑکوں پہ پڑا

یہ کیسی صورتحال بن گئی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرما دیا تھا۔

آپ کا یہ فرمان مسند امام احمد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 339 پر موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ. مسند امام احمد ۱/ ۳۳۹

جو لوگ مردوں میں عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ ہیں تو مرد لیکن عورتوں جیسا چال چلن بناتے ہیں، عورتوں جیسے بال اور عورتوں جیسا انداز اور عورتوں جیسی چیزیں اور عورتوں جیسا میک اپ اور عورتوں جیسی خوشبوئیں عورتوں جیسا انداز۔

عورتوں جیسی خوشبوئیں سے مراد سرخی اور اس طرح کی چیزیں ہیں کہ جس میں رنگ بھی شامل ہو یہ ساری چیزیں کہ جن کی وجہ سے مرد کی عورت کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہو اُن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

یہ ایسا نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں نے تھوڑی سی تفریح کی ہے نہیں نہیں وہ لعنت کا مستحق بن گیا ہے۔

اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فرق کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔

مرد کو اپنی ادا کے لحاظ سے مرد نظر آنا چاہیے اور عورت کو اپنی ادا کے لحاظ سے لباس کے لحاظ سے عورت بن کے رہنا چاہیے۔

اگر مرد بھی ٹیڑھا بن جائے گا اور اُس کے کردار میں کجی آجائے گی تو محبوب علیہ السلام نے واضح لفظوں میں اُس کی بھی گرفت کی ہے۔

فرمایا بچ کے رہو تم نے کسی فلمی ایکٹر کا کلمہ نہیں پڑھا تم نے ماہ مدینہ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے، سنت دیکھنی ہے تو اُنکی کردار دیکھنا ہے تو اُن کا نقش قدم ہے تو اُن کا ہم کیوں کسی کی طرح اپنے حُلیے بگاڑلیں، ہم کیوں کسی کنجر کو دیکھ کر اپنے بدن کا لباس تبدیل کر دیں، اپنے رہن سہن کا طریقہ تبدیل کر دیں، نہیں نہیں ہمارے لئے گنبد خضراء کی ہریالی کافی ہے، اور وہ ہریالی ایسی ہے کہ

ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

جو فیشن کر کے چاندنی لینا چاہتا ہے تو یہ چاندنی نہیں ہے بلکہ اندھیرا ہے، چاندنی وہ ہے جو محبوب علیہ السلام کی سنت کی چاندنی ہے۔

اب اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیے کہ کہاں کہاں کوئی ایسا کام ہو رہا ہے کہ جس سے ہم نے عورتوں کیساتھ تشابہ بنائی ہوئی ہو آجکل یہ بھی بڑا وبال ہے کہ کچھ مردوں نے عورتوں والے لباس پہننے شروع کر دیئے وہ متشبھین بالنسآء ہیں، مرد ہو کے عورتوں کیساتھ تشابہت اختیار کرتے ہیں۔

افسوس یہ ہے کہ کچھ دین کے حوالے سے سٹیج پہ آنے والے نعت خواں قسم کے کچھ لوگ انہوں نے عورتوں والے کپڑے پہننے شروع کر دیئے ہیں، جبکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کیساتھ لعنت کا استحقاق ہے، شاید اُن کو پتہ نہیں چل رہا، اُن کو اپنے مرد ہونے پر شک ہو گیا ہے، یا لعنت کے بارے میں اُن کو یقین نہیں ہو رہا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

متشبھین وہ لوگ جو عورتوں کے ساتھ تشابہ اختیار کر رہے ہیں وہ لوگ بھی اللہ تعالٰی کی رحمت سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں، اور خالق کائنات جل جلالہ کی لعنت کے مستحق بنتے جا رہے ہیں۔

ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم فرمان جس کا تعلق معراج کی شب سے ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنم کا مشاہدہ کیا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کا مشاہدہ کرتے ہوئے چند مناظر نظر آئے، آپ نے وہ بیان کیے ہیں۔ بیہقی نے اُس کو بیان کیا ہے، ابن حجر نے ازواجر میں لکھا ہے۔

جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 15 پر یہ حدیث شریف ہے۔

لمّا عُرِجَ بِی مشکوٰۃ شریف: ۴۲۹

معراج کی شب جب مجھے بہت اوپر پہنچا دیا گیا تو

مَرَرْتُ بِرِجَالٍ

میں جہنم کا مشاہدہ کر رہا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں کچھ مردوں کے پاس سے گزرا تو کیا صورتحال تھی فرمایا۔

تُقْرَضُ جُلُوْدُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنَ النَّارِ

آگ کی قینچیوں سے اُن کے بدن کاٹے جا رہے تھے۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں نے کہا۔

مَنْ ھٰؤُلَاۗءِ

یہ کون لوگ ہیں۔ یہ رسول اکرم نے جو سوال کیا یہ کلام کے اسلوب کے تقاضے کے مطابق کیا ورنہ جو فرش پہ بیٹھ کے عرش کی خبریں دیتے ہیں خود وہاں چل پھر رہے ہوں اور پتہ نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر ان کے پاس اُم حارثہ آتی ہیں اور کہنے لگی بدر میں میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے، اگر وہ جنت میں پہنچا ہے پھر تو صبر کرتی ہوں، اگر وہ جنت میں نہیں پہنچا تو مجھے رونے کی تو اجازت دے دو۔

تو میرے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے حارثہ کی ماں تم ایک جنت کی بات کرتی ہو، میرے اللہ تعالیٰ کی کئی جنتیں ہیں۔

وَاِنَّ اِبْنَکِ لَفِی الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰی

اور تیرا بیٹا اے حارثہ وہ تو سب سے اونچی جنت میں بیٹھا ہوا ہے۔

جو فرش پہ بیٹھ کے عرش کی خبر دیں، وہاں عرش پہ پہنچیں تو وہاں حقیقتاً معاملہ سامنے نہ ہو۔

یہ نہیں محض وہ ایک حسن کلام تھا، اور حضرت جبریل علیہ السلام کی ڈیوٹی تھی کہ تم ساتھ بیان کرتے جاؤ، یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَّذِیْنَ یَتَزَیَّنُوْنَ لِلزِّیْنَةِ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ مرد ہیں جو دنیا میں ناجائز زینت اختیار کرتے تھے۔ زینت جائز بھی ہے اُس پر باقاعدہ اجر وثواب ہے اور اُس کا باقاعدہ حکم ہے۔ کہ انسان کے کپڑے صاف ہوں چہرہ دھلا ہوا ہو اُس آدمی کیلئے بحیثیت سنت سرمہ لگانا اور بحیثیت سنت خوشبو لگانا یہ انبیاء کی سنت ہے، اور اسکی بہت بڑی فضیلت ہے۔

مردوں کی خوشبو جس میں رنگت نہ ہو خوشبو آرہی ہو یہ خوشبو اُس کیلئے جائز ہے لیکن آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے وہ زینت اختیار کی جس کو حرام کیا گیا تھا، ایسے انداز میں بال رکھے ایسے انداز میں کپڑے سلائے ایسے انداز میں انہوں نے بناؤ سنگھار کیا، ایسے انداز میں اپنی زندگی میں چلتے پھرتے رہے کہ جس کو شریعت مطہرہ نے ناجائز قرار دیا تھا اور انہوں نے فیشن کو اپنایا تھا اور سنت کو پس پشت ڈالا تھا، فیشن کا جھنڈہ یہ اپنی طرف سے لہرا رہے تھے جب یہ اس انداز میں زندگی کے شب روز گزار کے پہنچیں گے تو یہ اُن کی اُس وقت صورتحال ہو گی، کہ ان کے بدن کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جائے گا اور پھر اُن سے کہا جائے گا یہ ہے وہ فیشن جو تم دنیا میں کرتے تھے، یہ ہیں وہ تمہارے بالوں کے انداز اور یہ ہیں وہ تمہارے لباس اور یہ ہے وہ تمہارا غیر کے طریقے پر چلنے کا طریقہ جو تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر انگریزوں کے پیچھے اقتداء کر دی تم نے مغرب زدہ بن کر اُن کی عادات کو اپنے معمولات کا حصہ بنالیا۔ اب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس جرم کی پاداش میں کہ جو فیشن کی طرف آگئے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، میں دیکھ کے آیا ہوں کہ اُن کو اِس انداز میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں عذاب دیا جارہا ہو گا کہ اُن کے بدن قینچی سے کاٹے جا رہے ہوں گے۔

دوسری طرف:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ مَرَرْتُ بِجُبٍّ مُنْتِنِ الرِّیْحِ

پھر میرا گزر ایک گڑھے کے پاس سے ہوا جس سے بدبو آرہی تھی۔

بہت بڑا گڑھا تھا اُس سے بہت زیادہ بدبو آرہی تھی۔

سَمِعْتُ فِيهِ اَصْوَاتًا شَدِيْدَةً

اور بڑی شدید آوازیں مجھے آرہی تھی، ہائے ہائے کی اور بڑی دکھ بھری آوازیں اور بڑی کراہتی ہوئی آوازیں مجھے آرہی تھیں۔

میں نے جبرئیل سے پوچھا

مَنْ هٰؤُلَاءِ: اے جبریل یہ کون ہیں۔

تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔

نِسَاءٌ كُنَّ يَتَزَيَّنَّ لِلزِّيْنَةِ (الزواجر ۲/۱۵)

یہ تمہاری امت کی وہ عورتیں ہیں کہ جنہوں نے حلال زینت کو چھوڑ کے حرام زینت اختیار کی، جس حد تک شریعت مطہرہ میں جائز تھا، اُس سے تجاوز کر گئیں اُس سے آگے نکل گئیں اور یہ وہ کرتوت کرتی رہیں جو شریعت میں ممنوع تھے اور اپنے آپ کو سنوارتی اور نکھارتی رہیں، اور وہ دنیا میں سمجھتی تھیں کہ شاید دنیا میں اسکا بڑا فائدہ ہے، اس میں بڑی بھلائی ہے، اور یہ ایک ریفرشمنٹ ہے، یہ ایک ہماری تفریح ہے، ہم اسطرح کے کپڑے پہن لیتی ہیں، اس طرح کی زیب وزیبائش کرتی ہیں اور اسطرح چلتی پھرتی ہیں، میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

میں نے ان کو جہنم کے گڑھے میں بدبو کی حالت میں دیکھا۔

جو آج معاشرے کے اندر یہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے فیشن کیا، تو ہم نے معاشرے کو چمک دی، اور ہم نے زمانے کو خوشبو دی، نہیں نہیں جو خلاف سنت کام ہے وہ خوشبو نہیں وہ بدبو ہے، ہمارے محبوب علیہ السلام اپنی آنکھوں سے دیکھ کے آئے ہیں۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کا مطلب کیا تھا اگر ہمیں آج پتہ نہ چلتا تو قیامت آجاتی اور آگے حساب یہ ہوتا کہ آگ کی قینچیاں آجاتیں اور وہ گڑھے آجاتے ہم کف

افسوس ملتے کاش کہ دنیا میں پتہ چل جاتا تو ہم ایک دن بھی فیشن کو نہ اپناتے ہم اس
فیشن پر تھوکتے، ہم اُسکو مسترد کرتے، ہم قدموں کے نیچے اس کو روند ڈالتے، یہ کتنا
ذلیل ورسوا کرنے والا ہے، یہ اُس وقت افسوس ہوتا لیکن یہ ماہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہم پہ کرم ہے، آپ نے سب کچھ بیان کر کے ہمیں بتادیا ہے۔

فرمایا میں تو تمہارے لئے مثل والد ہوں، تمہیں یہ بھی بتاتا ہوں کہ تم نے
قضائے حاجت میں بیٹھنا ہے تو کس طرح بیٹھنا ہے، سب کچھ میں بتانے آیا ہوں،
کوئی چیز بھی تمہارے لئے ایسی چھوڑ کے نہیں جاؤں گا کہ ابھی ضرورت ہو اور میں نے
بیان کرنا بند کر دیا ہو، فرمایا میری امت اب اس پر عمل کرنا تمہارا کام ہے، میں نے
سب کچھ بتادیا اور پھر میں آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور میں دیکھ کے آیا ہوں
کہ انداز کیا ہے۔

اگر تم میری سنت کے آئینے میں رہو گے تو اتنا نور ملے گا، فردوس کے بالا خانے
ہونگے جنت کا جمعہ بازار ہوگا، جنت دارالسلام کا ماحول ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرا
کے بندوں کو یہ پیغام دے رہا ہوگا تم نے دنیا میں میرے لئے اپنے آپ کو پابند کیا تھا،
تو آج تمہیں اپنا دیدار کرا رہا ہوں۔

یہ پابندیاں تھوڑی سی ہیں، اس پر جو اجر وثواب ملنے والا ہے وہ بہت زیادہ
ہے، آج دیکھئے کتنے ایسے مقام آگئے، گننے لگیں تو گنتے گنتے ٹائم کتنا گزر جائے، جو
آج فیشن کی شکل میں چل رہا ہے۔

اور ماں بیٹے پہ خوش ہے کہ میرا بیٹا نئے نئے انداز روز اپناتا ہے، بعض جگہ تو
کچھ سادہ ماں اپنے بیٹوں کے ایسے انداز پر اُن کو خوشی ہے، وہ اُن کو روکتی نہیں بلکہ وہ
مسلسل خوش ہو رہی ہیں۔

بھائی بھائی پہ باپ بیٹے پہ حالانکہ فلاح کا مدار یہ ہے اور حقیقی پیار یہ ہے کہ
جب بیٹا یا بیٹی سنت کے رنگ میں نظر آئیں تو اُس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے

اور اگر تھوڑی سی بھی گڑ بڑ نظر آئے تو باپ پر یہ لازم ہے کہ وہ ادب سکھائے ضرور بتائے اور خود بھی پیکر سنت بنا ہوا ہو اور اپنے بیٹوں کو اور اپنے گھر کو اسطرح وہ گہوارہ سنت بنا دے۔

جب تھوڑا سا بھی فیشن آتے دیکھ لے تو اُس فیشن کو بھگا دے نرنے اپنے گھر سے باہر نکال کے یہ نعرہ لگائے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اور نبی علیہ السلام کی رسالت کا کلمہ پڑھا ہوا ہے، جو اُن کو پسند ہو گا وہ میرے گھر میں بات چل سکے گی اور جو انہیں پسند نہیں ہے اُس بات پر میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر رکھا ہے۔

محتشم سامعین حضرات:

خواتین کیلئے یہ بات بھی قابل غور ہے۔

معراج کی شب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گذرے اسکو ابن کثیر نے البدایہ کی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 652 پر روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِذَا بِنِسَاءٍ يَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں اچانک چند عورتوں کے پاس سے گذرا اُن کے پستان پر سانپ ڈس رہے تھے اور اُن کے گوشت کو نوچ رہے تھے پستانوں پر سانپ چمٹے ہوئے تھے۔

قُلْتُ مَابَالُ هٰؤُلَآءِ

میں نے کہا جبریل ان عورتوں کا کیا جرم ہے۔

کہ اتنے زہریلے جہنم کے سانپ ان عورتوں کے نازک حصے پر چمٹے ہوئے ہیں۔ تو جواب دیا گیا۔

هٰؤُلَآءِ الّٰتِي يَمْنَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ اَلْبَانَهُنَّ

یہ وہ ہیں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔

(یمنعن اولادھن الباٰھن) کہا کیا معاملہ ہے، جو ہمارے نبی علیہ السلام نے بیان نہ کیا ہو، اگر کمی ہے تو ہمارے عمل میں ادھر سے تو کوئی کمی نہیں ہے۔

تیری نظر خار زار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذھن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک اُن کے جواب تحریر کر چکی تھی

یہ نیڈو کے ڈبے تو آج بیتے ہیں، مگر نگاہ نبوت نے فیصلے پہلے فرما دیئے تھے محبوب علیہ السلام نے واضح کر دیا اور جو منظر تھا بیان کر دیا، کوئی ماں یہ معمولی جرم نہ سمجھے، اپنا دودھ ہوتے ہوئے اپنی بچی یا بچے کو دودھ نہیں پلایا تو اُس نے کتنا بڑا جرم کیا، میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے سانپ دیکھے وہ ڈس رہے تھے اور امت کو یہ بتا اس لئے دیا کہ میری امت کی کوئی خاتون ایسا کام نہ کرے۔

ورنہ ایسا خمیازہ اُس کو بھگتنا پڑے گا۔

اب کیا اپنے ننھے منھے پھول جیسے بیٹے کا منہ اچھا ہے یا جہنم کے سانپوں کے ڈنگ اچھے ہیں، ان خواتین کیلئے آج یہ مشعل راہ ہے۔

آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مشعل راہ ہے کہ مختلف لوگوں کے تبصرے اور مختلف مغرب زدہ خواتین کی باتیں اور اُن کے چکروں میں ہرگز نہ آئیں جو محبوب علیہ السلام نے بہار عطا فرمائی ہے یہ وہ بہار ہے جو دنیا کی بھی بہار ہے اور عقبیٰ کی بھی بہار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مردوں سے خطاب

دونوں طرف کی ایک ایک بات سامنے رکھ رہا ہوں اور یہ ہمارا مشترکہ سبق ہے، یہ ہماری روح کا پیغام ہے۔

یہ حدیث طبرانی کی جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 123 پر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے۔

قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُو اللّحٰی

اپنی داڑھیاں بڑھاؤ اور اپنی موچھوں کو پست کرو۔

وَلَا تَمْشُوا فِی الْاَسْوَاقِ اِلَّا عَلَیْکُمُ الْاُزُرِ

بازاروں میں چلتے ہوئے جانگیے پہن کے یا چھوٹے نکر پہن کے نہ نکلو گھٹنے ڈھانپے ہوئے ہونے چاہیں۔

علیکم الازر: بازاروں میں تم یوں چلو کہ یہ گھٹنے چھپے ہوئے ہوں آج کا یہ بھی فیشن ہے، صبح سب سے پہلا ناجائز کام نماز کے ناغے کے بعد یہ کیا جارہا ہے کہ ابھی منہ بھی دھونا ہے، سکوٹر پہ بیٹھ گئے ہیں، کچھا پہنا ہوا ناشتہ لینے جارہے ہیں، جبکہ محبوب علیہ السلام ادھر مدینہ شریف سے دیکھ رہے ہیں، کہ یہ کیسا میرا امتی ہے یہ کیسا عمل ہے اور یہ کیا کر رہا ہے۔

فرمایا سن لو۔

میرا طریقہ سامنے رکھو کسی فلمی سٹار کو نہ دیکھو۔

حسن دیکھنا ہے تو میرے دربار سے دیکھو، میں نے تمہارے لئے داڑھی کو زیور بنایا ہے، میں نے تمہارے لئے اسکو حلیہ قرار دیا ہے۔ یہ حلیۃ المومن ہے، یہ مومن کا زیور ہے اسکو زیور سمجھو، اسکو قتل نہ کرو، اسکو سامنے رکھو، اس سے پیار کرو، اسکو بوجھ نہ سمجھو۔

غیروں کے کہنے پر میری سنت کو ترک نہ کرو۔

میری امت یہ یاد رکھو میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

اِنَّهٗ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَیْرِنَا

جس نے میری سنت پہ عمل نہیں کیا وہ میرا ہے ہی نہیں، میں اُسکو قبول نہیں کرتا، وہ میرا نہیں ہے، جس نے میری سنت پہ عمل نہ کیا۔

مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَیْرِنَا ہمارے غیر کے طریقے پر چلا، ہمارے دشمن کے

طریقے پر چلا یہودی کے طریقے پہ چلا عیسائی کے طریقے پہ چلا اور وہ غیروں کی با
پہ چلتا رہا محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں
اُس سے بیزاری کا اعلان کر رہا ہوں۔
مسلسل ان لفظوں کے ساتھ فرمادیا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ داڑھی بڑھا
لو اور موچھیں پست کرلو اور بازاروں میں اس انداز سے نہ چلو کہ گھٹنے ننگے ہوں اور آپ
نے اس کے فوراً بعد یہ فرمایا

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّۃِ غَیْرِنَا

وہ میرا نہ ہے جو میری سنت پہ عمل نہیں کرتا۔
کیوں وہ میرے بارے میں دعوے کرتا ہے، کیوں وہ میرا بن کے اعلان کر
رہا ہے، میرا وہی بن کے اعلان کرے جو میری سنت پہ عمل کرنے والا ہے۔
اور جو عمل کرنیوالا ہو گا اُس کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ کہتا رہے کہ وہ میرا ہے بلکہ
میں خود کہوں گا کہ وہ میرا بن چکا ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (الترغیب والترھیب ۱/۸۰)

جو میری سنت پہ قائم رہے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔
اگر چہ درجے کا فرق تو پھر بھی ہو گا لیکن اسکو دیدار ہوتا رہے گا۔
اب سرکار نے خود اُس کو اپنا بنا لیا ہے، سنت پہ عمل کرنے کے ساتھ اتنی
سعادتیں مل جائیں گی۔
اگر پیچھے رہیں گے تو کس قدر بدبختی ہے اور کس قدر شقاوت ہے۔
یہ جو دین ہے اس کو اگر ہم نہیں مانیں گے تو اس پر عمل کرنے والی کون سی قوم
آئے گی اس پہ عمل اور کس نے کرنا ہے، اور کون سی قوم پیدا ہو گی۔
یہ ہمارا نصب ہے، یہ ہماری زندگی کی روشنی ہے، یہ ہماری قبر کا نور ہے، یہ

ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے، یہ ہمارے لئے وہ چمکتا ہوا نقش قدم ہے، اسواسطے آج یہ عہد کرنا ہے، جہاں جہاں کمی ہے وہاں توبہ کرتے ہوئے اپنے عمل کو صحیح کرنا چاہیے۔

اس سلسلے میں یہ باتیں یقیناً کڑوی بھی ہیں لیکن مجھے امید ہے اور یقین ہے کہ یہ جو تقویٰ کا موسم بہار ہے اور فہم دین کی برکت ہے۔

اسواسطے اس کو دل ضرور قبول کرے گا، کیونکہ یہ اُس محبوب علیہ السلام کا فرمان ہے جو دلوں میں رہتے ہیں، اُن کا دیا ہوا سوز ہے اُن کی دی ہوئی تڑپ ہے، یہ ہماری ڈیوٹی ہے، ہم اُن کے ایک نوکر ہونے کی حیثیت سے شریعت پر پہرہ دینے کے پابند ہیں۔ اگر ہم نہیں بولیں گے تو ہمیں گونگا شیطان کہا جائے گا۔

یہ وہ منصب ہے جس کو نبھانا بڑا لازم ہے۔

میں صورت گل دست صبا کا نہیں محتاج

کرتا ہے میرا جوشِ جنوں میری قبا چاک

کوئی داد دیتا ہے یا نہیں دیتا واہ واہ کرتا ہے یا ہائے ہائے کرتا ہے، ہمیں اُس سے غرض نہیں ہم نے وفا کرنی ہے دربار رسالت کیساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنت کا پیغام امت کو دیا ہے، وہ ہمارے پاس امانت ہے، وہ روح کی غذا ہے، اُس کو پہچاننا اور اُس کو پھیلانا یہ امت کے علماء کی اور افراد کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

اسواسطے بلا جھجک اس پیغام کو پہنچانا چاہیے، جب پہنچے گا تو تبدیلی ہوگی ضرور اصلاح ہوگی، یہ چیز ایسی نہیں کہ جس کو ذہن قبول نہ کرے اور باغی بن جائے، نہیں نہیں۔

خدا کی قسم ہے، اس سے ضرور انقلاب برپا ہوتا ہے۔

ہمارے پاس سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں:۔ یہی باتیں مجرموں کو بدلتی ہیں اور انہی سے کانٹے گلاب بنتے ہیں۔

اور انہیں سے ذرے آفتاب بنتے رہے، انہیں کی وجہ سے صبح نور کے اندر چراغاں ہوتا رہا۔

میرے محبوب علیہ السلام کا یہ فرمان آج ہمیں سہارا دے رہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے

(الترغیب والترھیب، ۱/۸۰)

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِی فَلَهٗ اَجْرُ مِاۃِ شَهِیْدٍ

آپ نے فرمایا جس نے فساد امت کے وقت میری سنت کے جھنڈے کو بلند کردیا۔ خود اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اُس پر عمل کی دعوت دی۔

جس نے اُس وقت میری سنت کو زندہ کیا اُس کو سو شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔ لہٰذا کتنا آسان سا کام ہے۔

اپنے بدن پر سنت کا راج اور اپنے گھر میں سنت کا راج اور اپنے دوستوں میں سنت کا راج اور اپنی بزم میں سنت کا راج اپنے محلے میں سنت کا راج اپنے ملک میں سنت کا راج یہ سوسائٹی میں سنت کا رنگ اس سے اتنی برکتیں آجائیں گی۔

ایک سنت زندہ کرد گے تو سو شہید کا ثواب پاجاؤ گے۔

ایک بار شہید ہونا ہی بڑی بات ہوتی ہے، لیکن یہ سنت کا نور ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ جس کی وجہ سے بندے کو اتنی بلندی دیتا ہے کہ ایک ہی عمل پر اُس کو سو شہید کا ثواب عطا فرمادیتا ہے۔

اب میں مشترکہ ذمہ داری کی بات کرتا ہوا گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔

کہ پہلی امتوں میں بھی انبیاء آئے تو ان کے کچھ حواریون بنے، انہوں نے عمل کیا بعد میں لوگ آکے بگڑ گئے، انہوں نے انبیاء کی سنت کو چھوڑ دیا۔

فرمایا میرے صحابہ یہ بات آگے پہنچادو، اگر میری امت پر ایسا وقت آجائے تو اُس وقت جو نیک لوگ ہونگے اُن کا کردار کیا ہونا چاہیے۔

جب لوگ ڈوب رہے ہیں فیشن میں بے حیائی میں عریانی میں فحاشی میں بے

پردگی میں حرام خوری میں حرام کاری میں تو ایسے میں میرے صحابہ کا کردار کیا ہونا چاہیے، کیا اُن کو خاموش ہو کے کسی کونے میں بیٹھ جانا چاہیے یا کچھ کردار ادا کرنا چاہیے۔

میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے۔

فَمَنْ جَاهَدَ هُمْ

جس نے اُن کے ساتھ جہاد کیا۔

(بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ) جب میری سنت کو مٹا کر فیشن کو بڑھایا جا رہا ہوگا تو اُس وقت جو اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا تو وہ مومن ہے۔

(فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو اپنی زبان سے جہاد کرے گا فھو مومن تو وہ بھی مومن ہے۔

(فَمَنْ جَاهَدَ هُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ جو اپنے دل سے اُس فیشن پرستوں سے نفرت کرے گا، تو وہ بھی مومن ہے، اگرچہ پہلا مومن بڑے درجے کا دوسرا اُس سے چھوٹے درجے کا اور تیسرا سب سے چھوٹے درجے کا ہے۔

اس کے بعد میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے۔

وَلَيْسَ وَرَآءَ ذَالِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ

فرمایا اس کے بعد جو شخص نہ ہاتھ سے فیشن کے خلاف جہاد کرتا ہے اور نہ ہی سنت کے تارکین کے خلاف اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے اور نہ ہی اپنے دل سے اُن کو برا سمجھتا ہے اور نہ ہی ملامت کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا: لَيْسَ وَرَآءَ ذَالِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةَ خَرْدَلٍ

اُس بندے کے دل میں جس کو یہ تینوں حالتیں حاصل نہیں ہیں۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں رتی بھر بھی اُس کو ایمان حاصل نہیں ہے۔

(لَيْسَ وَرَآءَ ذَالِكَ) تین ہی صورتیں ہیں یا تو ہاتھ سے یا زبان سے پھر دل سے اگر ان میں کچھ بھی نہیں تو پھر وہ مومن کس چیز کا ہے۔

ہماری شریعت کا مذاق اڑایا جارہا ہو ادھر یہ خاموشی سے بیٹھا ہو ہمیں اُس تقویٰ کی ضرورت کیا ہے۔

خود سراپا نور بن جانے سے کب بنتا ہے کام
تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے
حق نے کر دیں دہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

مومن ہونے پر تین درجات آج آپ نے سن لئے، یہ آپ پر قرض ہے۔اس کو اتارنا ہے، خود بھی ہم نے سنت کا پیکر بننا ہے۔

نحوست اور فیشن کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

ان تین درجات میں سے اولین حیثیت حاصل کرنی چاہیے۔

یہ ایک درد بھرا پیغام تھا جو میں نے عرض کر دیا۔

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے شاعر مشرق کہہ رہے تھے۔

خوب ہے تجھ کو شعار صاحبِ بطحا کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں
جس سے تیرے حلقۂ خاتم میں گردوں تھا اسیر
اے سلیماں تیری غفلت نے گنوایا وہ نگیں
غافل اپنے آشیاں کو آکے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طور معنٰی پے کلیم نکتہ بین

آخر دعونا اَنِ الحمد اللہ رب الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆